فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب مدظلہ

شمارہ 123 | جمعۃ المبارک 05 ذوالحجہ 1442ھ 16 جولائی 2021ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- لفظ رحیم سے عذاب کے دھوکہ ہونے کا شبہ
- بات بات پر قسم کھانا
- قسم کا کفارہ کیا ہے
- Pi نامی کرنسی کا حکم
- جس گھر میں کتا ہو اس میں رہائش اختیار کرنا

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

دار الافتاء فقہ اکیڈمی کراچی C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

لفظِ رحیم سے عذاب کے دھوکہ ہونے کا شبہ

سوال: جب بھی اسم رحیم پڑھتا ہوں سوچتا ہوں عذاب دھوکہ ہے۔ یہ جملہ کہنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب: آدمی کا ایمان مکمل ہونے کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں: اُمید اور خوف، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید بھی ہونی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے بھی رہنا چاہیئے۔ اسی لیے علماء نے لکھا ہے کہ ایمان امید اور خوف کے درمیانی کیفیت کا نام ہے۔ صرف امید ہی امید ہو، خوف اور ڈر نہ ہو، تب بھی آدمی کامل مومن نہیں رہتا۔ اور خوف ہی خوف ہو، امید نہ ہو، تب بھی آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوتا۔ لہذا مومن کے ایمان کے لیے دونوں چیزوں کی ضرورت ہے۔

صورتِ مسئولہ میں ذکر کردہ یہ جملہ کہ "جب بھی اسم رحیم پڑھتا ہوں، سوچتا ہوں عذاب دھوکہ ہے" کہنے سے اگر یہ معنی مراد لیا جائے، اور یہ اعتقاد رکھا جائے کہ عذاب ایک دھوکہ ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ تو یہ جملہ فی نفسہ ایک کفریہ جملہ ہے، مذکورہ عقیدہ رکھنے والا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔ اور اگر کہنے والا اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو ناامیدی سے بچانے کے لیے یہ جملہ کہتا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحیمی کے غلبے کی بنیاد پر کہا گیا جملہ ہوگا، اس بنیاد پر یہ جملہ کہنے والا دائرہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوگا، البتہ چوں کہ یہ جملہ عذاب کے برحق نہ ہونے پر دلالت کرتا ہے لہذا اس جملے کے کہنے سے اجتناب لازم ہے۔

عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «لو يعلم المؤمن ما عند الله من العقوبة، ما طمع بجنته أحد، ولو يعلم الكافر ما عند الله من الرحمة، ما قنط من جنته أحد» (صحيح مسلم، ۲۱۹/۴)

قوله: (لو أن لى طلاع الأرض ذهبا لافتديت به من عذاب الله)، يعنى به أن ما ذكرت من أمرى، فهو كما ذكرت، ولكن الإيمان بين الرجاء والخوف، فلا يليق الاعتماد بالمغفرة كل الاعتماد، ولذا قال: «لو أن لى طلاع الأرض» ... إلخ، ولم يعتمد على مغفرته قطعا. (فيض البارى على صحيح البخارى، ۴۷۶/۴)

قال الغزالى والعمل مع الرجاء أعلى منه مع الخوف والجمهور على أن الأفضل تكثير الخوف مع الصحة وتكثير الرجاء مع الضعف (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح، ص: ۳۸)

بات بات پر قسم کھانا

سوال: آج کل لوگ ہر بات پر اللہ کی قسم کھانے لگے ہیں، جبکہ قسم کھانے کی کوئی نیت نہیں ہوتی، بس ایک تکیہ کلام بن گیا ہے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسی طرح اگر کوئی غصے کی حالت میں قسم اٹھائے، جبکہ اس کی نیت قسم کھانے کی نہ ہو، بس قسم کھانا عام معمول ہوگیا ہو، تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: قسم کسی بات کو پختہ کر کے بیان کرنے کے لیے کھائی جاتی ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں کسی نام کو لے کر قسم کھانے سے بات پختہ ہوتی ہے، یعنی مدِّمقابل کو بات پر یقین آجاتا ہے۔ قسم کی تین قسمیں ہیں: یمینِ لغو، یمینِ غموس اور یمینِ منعقدہ۔

ایمینِ لغو، یعنی غلط فہمی میں قسم کھانا، یہ وہ قسم ہے کہ آدمی کسی واقعہ کو اپنے خیال میں صحیح جان کر قسم کھالے اور حقیقت میں وہ واقعہ ایسا نہ ہو، ایسی قسم پر کفارہ نہیں۔ توبہ استغفار کافی ہے۔

۲۔ یمینِ غموس، یعنی جھوٹی قسم کھانا، کسی گزشتہ واقعے کے متعلق جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، یہ حرام ہے۔ اس پر توبہ استغفار لازم ہے، کفارہ لازم نہیں۔

۳۔ یمینِ منعقدہ، کسی آئندہ کے معاملے پر اسے پورا کرنے، یا پورا نہ کرنے کے لیے قسم کھانا، یمینِ منعقدہ کا حکم یہ ہے کی اگر کسی جائز معاملے میں قسم کھائی گئی ہے تو بلاعذر اس کا توڑنا منع ہے، قسم کو پورا کرنا ضروری ہے، اگر توڑ دیا تو اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے۔ اور اگر کسی ناجائز کام کے کرنے کی قسم کھالی تو اس کو توڑ کر قسم کا کفارہ ادا کرنا لازم ہے۔

اس تفصیل کے بعد سوال کا جواب یہ ہے کہ:

قسم کھانے کے ارادے کے بغیر بطورِ تکیہ کلام زبان پر الفاظِ قسم جاری ہونے سے قسم منعقد نہیں ہوتی، لیکن ایسی قسم کھانے سے بھی

پرہیز کرے۔ کیونکہ بلاضرورت ہر بات پر قسم کھانے کی عادت یا تکیہ کلام بنانا سخت معیوب بات ہے، اس عادت کو چھوڑنا لازم ہے۔ البتہ اگر واقعی کسی بات پر قسم اٹھائی تو اگر وہ قسم اللہ کے نام کی اٹھائی ہے تو وہ قسم منعقد ہوجائے گی۔ اگرچہ اس کی نیت نہ کی ہو، بعد میں اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم ہوگا۔

أن اليمين هي القوة والحالف يتقوى بالقسم على الحمل أو المنع... وأما مفهومه الاصطلاحي فجملة أولى إنشائية يقسم فيها باسم الله تعالى أو صفته يؤكد بها مضمون ثانية في نفس السامع ظاهرا، أو يحمل المتكلم على تحقيق معناها... والأفضل في اليمين بالله تعالى تقليلها؛ لأن في تكثير اليمين المضافة إلى الماضي نسبة نفسه إلى الكذب، وفي تكثير اليمين المضافة إلى المستقبل تعريض اسم الله تعالى للهتك (البحر الرائق، ۴/۳۰۰)

أن يمين اللغو هي اليمين الكاذبة لكن لا عن قصد بل خطأ أو غلطا على ما نذكر تفسيرها إن شاء الله تعالى والتحرز عن فعله ممكن في الجملة وحفظ النفس عنه مقدور فكان جائز المؤاخذة عليه لكن الله تعالى رفع المؤاخذة عليه رحمة وفضلا ولهذا يجب الاستغفار والتوبة عن فعل الخطإ والنسيان. (بدائع الصنائع، ۳/۳)

فالغموس هو الحلف على أمر ماض يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين يأثم فيها صاحبها، لقوله عليه الصلاة والسلام: «من حلف كاذبا أدخله الله النار»، ولا كفارة فيها إلا التوبة والاستغفار»... والمنعقدة ما يحلف على أمر في المستقبل أن يفعله أو لا يفعله وإذا حنث في ذلك لزمته الكفارة. (الهداية في شرح بداية المبتدي، ۲/۳۱۷)

قسم کا کفارہ کیا ہے

سوال: چند مسائل کے جوابات درکار ہیں:

۱۔ قسم کا کفارہ کیا ہے؟ ایک صورت یہ ہے کہ قسم کھا کر جان بوجھ کر توڑ دی، اب کیا حکم ہے؟

۲۔ دوسری قسم جذباتی انداز میں کھالی، اور قسم پوری کرنے یا نہ کرنے کی کوئی نیت نہیں تھی، اور اسے پورا نہ کیا اس کا کیا حکم ہے؟

۳۔ زندگی میں متعدد قسمیں کھائی اور توڑ دی، اب خیال آرہا ہے کہ ان کا کفارہ ادا کیا جائے، لیکن یاد نہیں کہ کتنی قسمیں توڑی ہیں؟ تو اب ان کا کفارہ کیسے ادا کیا جائے گا؟

جواب: ۱۔ قسم کھا کر جان بوجھ کر توڑ دی تو اس پر کفارہ لازم ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ قسم توڑنے والا دس فقراء کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ان کو متوسط درجے کے کپڑے دے، اور اگر ان دونوں میں سے کسی ایک کی بھی طاقت نہ ہو، تو پھر لگاتار تین روزے رکھے۔

۲۔ اگر قسم اللہ کے نام کی کھائی ہے تو وہ قسم منعقد ہوگئی، اگرچہ یہ قسم جذباتی انداز میں کھائی ہو، پورا کرنے یا نہ کرنے کی کوئی نیت نہ ہو تب بھی اللہ کے نام کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہوگئی، لہٰذا بعد میں اس کے خلاف کرلیا تو اس پر بھی کفارہ لازم ہوگا۔

۳۔ زندگی میں متعدد قسمیں کھائیں اور توڑ دیں، لیکن اب یاد نہیں کہ کتنی قسمیں توڑی ہیں؟ تو اب ان کا کفارہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سوچ بچار کر کے احتیاط کے ساتھ اپنی قسموں کی تعداد کا اندازہ لگائے، غالب گمان کے مطابق جتنی قسموں کا کفارہ ادا نہیں کیا ہے ان سب کا کفارہ ادا کرے۔ اللہ تعالی سے مدد مانگ کر ان سب کفاروں کو ادا کرنا شروع کرے، جتنے کفارے ادا کرسکتا ہو ادا کردے، جب بالکل عاجز آجائے تو آخری کفارے میں باقی سب کفاروں کی نیت کرلے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معافی کی امید ہے۔

أن اليمين هي القوة والحالف يتقوى بالقسم على الحمل أو المنع... وأما مفهومه الاصطلاحي فجملة أولى إنشائية يقسم فيها باسم الله تعالى أو صفته (البحر الرائق، ۴/۳۰۰)

(قوله وتتعدد الكفارة لتعدد اليمين) وفي البغية: كفارات الأيمان إذا كثرت تداخلت، ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع. وقال شهاب الأئمة: هذا قول محمد. قال صاحب الأصل: هو المختار عندي. اهـ. مقدسي، ومثله في القهستاني عن المنية (رد المحتار - ۳/۷۱۴)

قال العلامة الرافعي رحمه الله تحت قوله (قال صاحب الأصل هو المختار عندي الخ) لايخفى ان كلاً من كلام البغية والمنية

للزاهدي ومعلوم أن ما انفرد به لا يعول عليه فلا يعتمد على القول بالتداخل بل يعتمد على ما ذكره غيره من عدم التداخل حتّى يوجد تصحيح لخلافه ممن يعتمد عليه فی نقله اه (رد المحتار، ۳/۷۱۴)

(و كفارته) هذه إضافة للشرط لأن السبب عندنا الحنث (تحرير رقبة أو إطعام عشرة مساكين) كما مر فی الظهار (أو كسوتهم بما) يصلح للأوساط وينتفع به فوق ثلاثة أشهر و (يستر عامة البدن) فلم يجز السراويل إلا باعتبار قيمة الإطعام (وإن عجز عنها) كلها (وقت الأداء) عندنا حتى لو وهب ماله وسلمه ثم صام ثم رجع بهبة أجزأه الصوم مجتبى قلت وهذا يستثنى من قولهم الرجوع فی الهبة فسخ من الأصل صام ثلاثة أيام ولاء (الدر المختار، ۳/۷۲۵)

Pi نامی کرنسی حکم

سوال: عرض یہ ہے کہ آج کل سوشل میڈیا پر بنام Pi ایک ایپلیکیشن آئی ہوئی ہے، اس میں لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ اس میں جوائننگ کرنے سے ہمیں روز کا ایک کوائن یعنی Pi ملتا ہے۔ اس کمپنی نے ابھی تک Pi کی قیمت لاؤنچ نہیں کی تب تک ممبرشپ فری ہے۔ لاؤنچ ہو جانے کے بعد جوائننگ پیسے دے کر ہو گی، ابھی مفت ہے۔ اس میں میں بھی جوائن ہوا ہوں، مثال کے طور پر اگر وہ کمپنی ایک Pi کی قیمت تیس ڈالر رکھتی ہے تو مجھے روز تیس ڈالر کے حساب سے ممبر بننے کے پیسے ملیں گے اور اگر میں کسی دوسرے کو ممبر بناؤں گا تو میری Pi بڑھتی جائے گی، کیا یہ جائز ہے؟

جواب: Pi اور اس جیسے دوسرے ناموں سے موسوم ڈیجیٹل کرنسیاں درحقیقت فرضی کرنسیاں ہیں جن میں حقیقی کرنسیوں کے بنیادی اوصاف اور شرائط بالکل موجود نہیں ہیں، ان پر قبضہ ممکن نہیں کیونکہ یہ صرف عدد کی صورت میں اکاؤنٹ میں ظاہر ہوتی ہیں۔ لہذا کوائن یا ڈیجیٹل کرنسی کے نام سے انٹرنیٹ پر اور الیکٹرونک مارکیٹ میں جو کام چل رہا ہے وہ حلال اور جائز نہیں اور اس کاروبار میں پیسے لگانا یا اس میں شمولیت اختیار کرنا بھی فی الوقت جائز نہیں۔

جس گھر میں کتا ہو اس میں رہائش اختیار کرنا

سوال: میری فیملی خالہ کے گھر میں ایک خالی منزل میں منتقل ہونے کا ارادہ رکھتی ہے وہ ایک محفوظ محلے میں رہتی ہیں، ان کا ایک بنگلہ ہے جس کے ارد گرد کچھ خالی جگہ ہے اور پھر باؤنڈری ہے اس خالی جگہ (باؤنڈری ایریا) میں انہوں نے تین کتے رکھے ہوئے ہیں، جتنا میں جانتا ہوں کتوں کو پالتو جانوروں کی طرح رکھنا جائز نہیں جب تک کہ وہ چوکیداری کے لیے نہ ہوں۔ کتے گھر میں داخل تو نہیں ہوتے، لیکن میری فیملی پریشان ہے کہ وہ وہاں منتقل ہو یا نہ ہو کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جس جگہ کتا ہوتا ہے وہاں فرشتے نہیں آتے۔ یہ معاملہ ہمارے لیے بہت اہم ہے، اور میری خالہ کی فیملی ان کتوں سے بہت محبت کرتی ہے۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کیا ہمارے لیے اس گھر میں منتقل ہونا جائز ہے جبکہ ہماری خالہ نے ان کتوں کو گھر سے نکالنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں آپ کی خالہ کے گھر میں جو کتے ہیں وہ چونکہ باؤنڈری ایریا میں ہیں رہائشی جگہوں پر نہیں لیکن چونکہ وہ کتے شوقیہ ہیں اس لیے ان کا رکھنا آپ کی خالہ کے گھر والوں کے لیے جائز نہیں تاہم آپ لوگوں کا پورشن چونکہ الگ ہے نیز آپ کا ان کتوں کے رکھنے نہ رکھنے میں کوئی اختیار بھی نہیں اس لیے آپ کی فیملی کے لیے اس گھر میں رہنا جائز ہے۔

لا ينبغي اتخاذ كلب إلا لخوف لص أو غيره فلا بأس به ومثله سائر السباع عيني وجاز اقتناؤه لصيد وحراسة ماشية وزرع إجماعا. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۵/۲۲۶)

ختم شد